QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

قومی قیادت کے مسائل کا حل: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Resolving the Crisis of National Leadership in the Light of Islamic Teachings: An Analytical Study

Rabia ilyas
M.phil Scholar, Department of Islamic Studies, Hazara University, Mansehra. Email: Rabiailyas785@gmail.com
Dr Sajid mahmood
Assistant Professors, Department of Islamic, Studies University of Hazara Mansehra

The SHARIAH brought by Prophet Muhammad (peace be upon him), his beautiful example, is a source of guidance for every era. The teaching of Prophet (Peace be upon him) contain comprehensive principle to solve the problem of humans in every era and to deal with the challenges of every era.

HAZRAT Muhammad (peace be upon him) is unique not only in the history of Islam but also in the history of the world, despite being the ruler and head of the exemplary welfare state of Medina, The entire history of humanity is unable to describe the example of the unparalleled simplicity contentment, Simplicity was so much so that on one occasion HAZRAT UMER (RA) said "One day I came to the Prophet (peace be upon him) and he was resting in his room, He was resting on a simple mat made of palm barks the marks of which were visible on the body of the Prophet (peace be upon him) There were few things in the house , seeing all this , HAZRAT UMER (RA)was astonished and said , O Messenger of Allah, QUASAR and KISRA enjoy the world be engrossed in its luxury and despite being the Messenger of Allah you have a cloth and marks of a mat on your body, Upon hearing this from HAZRAT UMAR (RA) the Prophet (peace be upon him) said: ''O UMAR, don't you like that them to enjoy the luxury and comfort of this world and we are the AKHIRAH.

The beloved Prophet (peace be upon him) used to pray for himself: ''O Allah, keep me alive in a state of poverty, and raise me from this world in a state of poverty, and raise me up with the poor on the Day of resurrection''

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

In this Article, we will try to understand the principle in the light of SEERAT TAYYABA that are essential for the leader of any good nation, such as the leader's justice and fairness , peace and order in the nation, good Administration, and Human rights.
Keywords: Leadership; Shariah perspective; prophetic teachings.

تمہید:

قیادت اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ایک حکمران پر عائد ہوتی ہے، اگر کوئی حکمران اس ذمہ داری کو قرآن و سنت کے مطابق انجام دے وہ نہ صرف اللہ تعالی کے نزدیک مقبول بندہ بن سکتا ہے بلکہ قوم کا عظیم لیڈر بن سکتا ہے اور اگر کوئی حکمران اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے علاوہ اپنا اختیار ذاتی مفاد اور اقرباء پروری کے لئے کرتا ہے تو بدیانتی اور نافرمانی کا باعث بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیادت کی ذمہ داریوں کو خوب اچھے طریقے سے انجام دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت تمام انسانیت کے لئے منبع ہدایت کا ذریعہ ہے۔

قومی قیادت کے معنی و مفہوم:

قومی قیادت کا مفہوم سب سے پہلے پیش خدمت ہے جو مصباح اللغات سے ماخوذ ہے:

قَادَ يَقُوْدُ قِيَادَةُ الجَيْشَ: سالار جیش ہونا۔[1]

قیادۃ: فوج کی کمان کرنا۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ قیادت کے معنی ہیں: رہبری کرنا، راہنمائی کرنا، لشکر کی کمانڈ کرنا وغیرہ۔

قومی قیادت کی خصوصیت:

انسانوں کے اندر چند خصوصیات ایسی ہیں جو انسانوں کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہیں، جن میں لیڈر شپ (قیادت) ایک ہے، قیادت کا بنیادی مقصد انسانوں کی درست رہنمائی کرنا اور ان کے مسائل کو حل کرنا ہوتا ہے، جس کے لئے ایک بہترین قائد ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے، پھر اس طرح ایک بہترین معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً}[3]

اسلام میں قومی قیادت کی اہمیت:

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے پوری رہنمائی موجود ہے، قیادت بھی دنیاوی زندگی کا اہم ترین حصہ ہے، یہ انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے بغیر نظم وضبط قائم نہیں ہو سکتا، اسی لئے اسلامی ریاست میں صالح

قیادت کا ہونا نہایت ضروری ہے، اللہ تعالی نے ہر قوم کے لئے ایک راہبر اور قائد بنایا ہے، جس کی بہترین نگرانی کی وجہ سے ایک قوم نمایاں کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔

قیادت قرآن کریم کی روشنی میں:

{إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا[4]

اللہ تعالی تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ، اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو، یقیناوہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالی کر رہا ہے، بے شک اللہ تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے۔

اس آیت کا مخاطب ہر وہ شخص ہے جو کسی امانت کا امین ہو، اس میں عوام اور حکام دونوں ہی داخل ہیں۔ جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اس کے اہل و مستحق کو پہنچادے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے امانت کی بڑی تاکید فرمائی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہو گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خطبہ دیا ہو اور اس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو:

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ "[5]

جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس شخص میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔

حکومت کے عہدے اور منصب جتنے ہیں وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں، جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ میں عزل ونصب کے اختیارات ہیں، ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو اپنی عملی یا علمی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں ہے، بلکہ ان پر لازم یہ ہے کہ ہر عہدے کے لئے اس کے مناسب شخص کو تلاش کرے۔ آیت میں دوسرا حکم عدل وانصاف کا ہے، امانتیں (عہدے) جب اہل لوگوں کے ہاتھ میں ہوں تو ان کو چاہئے کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ انصاف سے کریں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا}[6]

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

اس آیت میں عوام کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، اور اولی الامر (جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے) کی اطاعت کرو، درج بالا دونوں آیات

ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں، کیونکہ عوام اور حکمران مل کر ہی معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں، صاحب اقتدار افراد اپنی امانت (عہدہ) کی حفاظت کرتے ہوئے اور عوام اطاعت کرتے ہوئے۔

{إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ}[7]

آپ صرف ڈرانے والے ہیں، اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہبر ہے

{وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ}[8]

اور جب امن یا خطرے کا کوئی معاملہ ان کو پیش آتا ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اس کو رسول اور اپنے اولی الامر کے سامنے پیش کرتے تو جو لوگ ان میں استنباط کی صلاحیت رکھنے والے ہیں، وہ اس کو اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں۔

آیت مبارکہ میں دو باتوں کا ذکر ہے۔

1۔ عوام کی رائے ہمیشہ درست نہیں ہوتی، بعض اوقات اس کی کہی ہوئی بات دوسروں کے لئے خوف کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

2۔ عوام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف (سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اولی الامر، اصحاب استنباط کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

قیادت احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

{حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرِّيٍّ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ}[9]

جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنالیں۔

{إذا سافرتم فليؤمكم أقرؤكم، وإن كان أصغركم، وإذا أمكم فهو أميركم}[10]

"جب تم سفر کرو تو تم میں جو سب سے زیادہ قرآن کریم کا قاری ہو وہ تمہاری امامت کرے اگرچہ تم میں وہ سب سے چھوٹا ہو، اور جب وہ تمہاری امامت کرے تو وہی تمہارا امیر ہو گا"

احادیث مبارکہ میں ہمیں بہترین معاشرت سکھائی جارہی ہے کہ کسی ایک کو اپنا بڑا بنالیں تاکہ اہم امور میں ہر طرح کے مسائل سے بچا جائے، مثلاً آپس کے جھگڑے وغیرہ کی نوبت نہ آئے اور سب امیر کی اطاعت کریں۔

عصر حاضر میں قومی قیادت کے مسائل کے حل کے لئے ممکنہ صورتیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تمام انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے، موجودہ دور میں قومی قیادت کے مسائل بڑھتے جارہے ہیں، مثلاً امن وامان کا فقدان، عدل وانصاف کا فقدان، بے روزگاری، کرپشن وغیرہ وغیرہ، ایسے حالات میں نبی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سیاسی پہلو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ذیل میں قومی قیادت کو بہتر کرنے کے لئے سیرت طیبہ کی روشنی میں چند صورتوں کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

صالح قیادت کا قیام:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام کی آمد انسانیت کے لئے رحمت اور کامیابیوں کا آغاز تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت جہاں انسانیت فکری، نظریاتی شرک وبت پرستی اور گمراہی کا شکار تھی وہی اخلاقی اعتبار سے بھی انتہائی پستیوں میں جاچکی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان تمام برائیوں کو نہ صرف ختم کیا بلکہ ایسی ریاست کو قائم کیا جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا پر چھاگئی اور تباہی کی طرف جانے والی دنیا امن چین کا گہوارہ بن گئی۔

امن وامان کا قیام:

امن وامان کسی بھی معاشرے کی بقاء کے لئے انتہائی ضروری ہے، عرب کا وہ معاشرہ جہاں پر طاقت کی زبان بولی اور سمجھی جاتی تھی اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے اس معاشرہ میں شرافت اور احترام انسانی کا بول بولا جانے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن وامان کے وہ اصول وضع کیے جن کی مثال دنیا دینے سے قاصر ہے، مثلاً فتح مکہ کا دن ظاہراً بدامنی کا دن ہونا چاہئے تھا لیکن اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین دشمنوں کے لئے بھی امن کے دروازے کھول دیئے اور حکم فرمایا کہ {مَنْ دَخَلَ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ أَلْقَى سِلَاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ}[11]

جو شخص اپنے گھر میں رہے اس کے لئے امن ہے جو اپنا اسلحہ ڈال دے اس کو بھی امن ہے، جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امن ہے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بن کرلے اس کے لئے بھی امن ہے۔

گھر ایک امن کی جگہ ہے جہاں انسان چین حاصل کرتا ہے، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ کے بھی گھروں کے چین کو خراب نہ ہونے دیا اور پورا خیال رکھا کہ کسی کے چین میں ہلکہ سا بھی کوئی مسئلہ نہ ہو، اس کے علاوہ اسلحہ کی وجہ سے بھی پریشانی بڑھ جاتی ہے اس کے بھی استعمال سے منع کر دیا، یہ ہی نہیں ابو سفیان جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ مشرکین مکہ کی طرف سے لڑی جانے والی ہر جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کی فتح مکہ کے دن اسلام کی طرف دلچسپی کی وجہ سے ان کے گھر کو بھی امن قرار دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کے حالات میں امن وامان کو برقرار رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہی ہمارے حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

اتحاد کا قیام:

عرب کے معاشرے میں ظلم وبربریت کے ماحول کو ختم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کو لوگوں میں اتحاد ویگانگت کی بنیاد بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو اس بات پر متحد کیا کہ تمام انسانوں کا خالق مالک ایک اللہ ہے، اسی کی اطاعت لازم ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: {الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ}[12]

"اللہ کی ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے، اللہ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے عیال (کنبہ) کے ساتھ حسن سلوک کرے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو متحد کرکے ایک خدا کی اطاعت کا درس دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا}[13]

"اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہارے اوپر کی کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے تم آگ (تفرقہ بازی اور دشمنوں کی آگ) کے کنارے پر کھڑے تھے اور اس نے تمہیں اس آگ سے بچالیا"

قرآن کریم کی ان ہی تعلیمات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا۔

{عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَمَنْ أَرَادَ بُحْبُحَةَ الْجَنَّةِ فَعَلَيْهِ بِالْجَمَاعَةِ}[14]

تمہارے اوپر جماعت لازم ہے اور تفرقے سے بچو کیونکہ شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے جو کوئی جنت کے وسط میں جگہ چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم قرار دے۔

اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی وضاحت بیان ہوئی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ متحد رہنا چاہئے، الگ الگ رہنے سے بچنا چاہئے کیونکہ اکیلا رہنے کی وجہ سے شیطان مختلف گناہوں کی طرف لے جاتا ہے جبکہ جماعت کی صورت میں شیطان کا بس نہیں چل سکتا۔

عدل وانصاف کا قیام:

قوموں کی بقاء، کامیابی، ترقی کا انحصار قیام عدل و انصاف پر ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ} [15]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت عدل و انصاف کے بہترین اصولوں پر مبنی تھی، عدل و انصاف کی مثال عرب کے ایک معزز خاندان کی عورت کی چوری کا واقعہ ہے کہ جب قبیلہ نے سفارش کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی اصلاح کچھ اس طرح فرمائی:

{إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا} [16]

"پہلی قومیں اس لئے تباہ ہو گئیں کہ جب کوئی صاحب حیثیت شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتے پکڑی جائے تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا"

حدیث مبارکہ میں پچھلی قوموں کی مثال کے ذریعے بات کو سمجھایا گیا ہے کہ اسلام میں اصول اور قوانین سب کے لئے برابر ہیں چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک عدل و انصاف کی بہترین بات بتائی کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی کسی گناہ میں پکڑی جاتی تو ان کو بھی سزا دی جاتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شفافیت کے ساتھ قوانین وضع کیے جس میں قوموں کی فلاح اور بقاء ہے ، آج اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو بہت بڑے بڑے مسائل ختم ہو جائیں۔

نظام احتساب کا قیام:

اسلامی ریاست میں نظام احتساب کا قیام ناگزیر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نظام احتساب کا مستقل کوئی محکمہ نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمال کا محاسبہ کرتے اور عوام کے افعال اور معاملات زندگی پر کڑی نگرانی رکھتے تھے مثلاً ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ سے صدقات لینے کے لئے ایک شخص کو بھیجا اس نے واپسی پر آدھا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور کچھ مال اپنے پاس رکھ لیا اور کہنے لگا یہ میرا ہے جو مجھے تحفہ دیا گیا ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا:

{أَفَلاَ جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ} [17]

"وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا کہ اس کے پاس تحفہ آتا"

نبی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سربراہ ریاست کو احتسابی عمل کے اصول کو اپنی قیادت کے دوران مد نظر رکھنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چاہئے، جس میں دنیا آخرت کی نجات ہے۔

عہدے کی پاسداری:

عہدے اور منصب بہت بڑی ذمہ داری ہیں محض اعزاز نہیں، اس لئے صاحب منصب کے اندر عہدے کو نبھانے اور ذمہ داری کو پورا کرنے کی صلاحیت کا ہونا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ اس میں کسی طرح کی خرابی کے اثرات کسی فرد واحد کے بجائے پوری قوم پر پڑتے ہیں۔ نااہلی کی وجہ سے پوری قوم کا نظام درہم برھم ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے عہدے کے طلب کرنے سے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ عہدہ دیتے ہوئے اور عہدہ لیتے ہوئے اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے کیونکہ عہدے امانت ہوتے ہیں ان کے ضائع کرنے پر احادیث مبارکہ میں سخت وعید آئی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ذر غفاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عہدہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةُ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا}[18]

"اے ابو ذر تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔

{إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُوَلِّي هَذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، وَلَا أَحَدًا حِرْصَ عَلَيْهِ}[19]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم، ہم کسی ایسے شخص کو اس نظام میں کوئی عہدہ نہ دیں گے، جو اسے مانگے اور اس کا حریص ہو"

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عہدے کے بارے میں کس قدر احتیاط کرتے تھے، آج ہمارے اداروں میں ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو ہماری قوم ایک ترقی یافتہ قوم بن سکتی ہے۔

اہلیت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: {مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ عِصَابَةٍ وَفِي تِلْكَ الْعِصَابَةِ مَنْ هُوَ أَرْضَى لِلَّهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ وخانَ رَسُولَهُ وخانَ الْمُؤْمِنِينَ}[20]

"جس نے ایک جماعت پر ایسے شخص کو ذمہ داری سونپی حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ موزوں اور بہتر شخص موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کا ارتکاب کیا"

حقوق کا تحفظ:

اسلامی ریاست کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ریاست کے شہریوں کی حفاظت کرے، سربراہ ریاست کو چاہئے کہ وہ شہریوں کے جان ومال، صحت وتعلیم، امن وامان اور ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

كُلكم راعٍ وكلكم مسئولٌ عن رعيته، الإمام راعٍ وهو مسئول عَنْ رَعِيَّتِهِ[21]

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا،امام نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔

اسلام جس طرح مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اسی طرح غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے ،مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے۔ کہ باطل معبودوں کو بھی گالیاں نہ دیں۔{وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ}[22]

اور گالی مت دوان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کریں گے۔

اسلام وہ بہترین مذہب ہے جہاں اسلام نے مسلمانوں کو ان کے حقوق دیئے ہیں وہیں پر غیر مسلموں کو ان کے پورے حق دلائے ہیں ہیں، فرمایا کہ کوئی غیر مسلم کو بھی برا بھلا نہ کہے،

اسلامی سربراہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو ان کی مذہبی آزادی حاصل ہو اور انہیں ہر قسم کے بنیادی حقوق معاہدے[23] کے مطابق حاصل ہوں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:{وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا }[24]

"اور عہدہ پورا کرو،اس لئے کہ عہد کے بارے میں بیشک قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا"

اللہ تعالی اگر کسی کو کوئی عہدہ عطاء کرتے ہیں تو یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے،اس کے بارے میں ذمہ دار شخص سے پوچھا جائے گا،اس لئے احادیث مبارکہ میں جابجا عہدے کی حفاظت کرنے کی تاکید آئی ہے۔

خدمت خلق کا جذبہ:

اسلامی ریاست میں قومی قیادت کے خواص میں سے ایک اہم چیز خدمت خلق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی خدمت خلق سے عبارت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مخلوق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام، اپنا ہو یا بیگانہ ہر کسی کے کام آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانی میں حسن سلوک اور خدمت خلق کا عظیم مظاہرہ کیا جس کی بدولت غیر اور دشمن بھی آپ کے حلقہ احباب میں شامل ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ[25]

مخلوق کی خدمت کرنا انسانی اخلاق کا نہایت اعلی جوہر ہے، خدمت خلق اللہ تعالی کی رضا، ایمان کی روح اور دنیا آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے، لہذا ایک حکمران میں قوم کی خدمت کا جذبہ ہونا چاہیے۔

صالح قیادت کے فضائل:

اپنے عہدے کی ذمہ داریاں پوری کرنے والے انصاف پسند قائدین کے لئے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ، الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ، حَتَّى يُفْطِرَ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، يَرْفَعُهَا اللَّهُ دُونَ الْغَمَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ[26]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لوگ ہیں جن کی دعاء رد نہیں ہوتی: عادل بادشاہ، روزہ دار، جب تک کہ روزہ نہ کھول لے، مظلوم، اس کی دعا اللہ بدلیوں سے اوپر تک پہنچاتا ہے، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"

إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وُلُّوا[27]

"انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں رحمن کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں"

أخبرنا أبو مصعب، قال: حدثنا مالك، عن خبيب بن عبد الرحمن، عن حفص بن عاصم، عن أبي سعيد الخدري، أو عن أبي هريرة، أنه قال: قال رسول الله ﷺ: سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله: إمام عادل[28]

سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالی اس دن اپنے سائے میں رکھے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا، ان میں پہلا وہ حاکم و ذمہ دار ہے جو منصف ہو۔

احادیث مبارکہ میں عادل بادشاہ کے فضائل بیان ہوئے ہیں کہ جب رعایا میں عدل کرتے ہیں تو رعایا خوشحال ہوتی ہے، جب اللہ کے بندے خوش ہوتے ہیں تو اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں اور اپنے انعامات کی بارش کرتے ہیں دنیا میں اور آخرت میں جہاں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی ساتھ دینے والا نہیں۔

صالح قیادت کے اثرات:

جب قیادت نیک لوگوں کے ہاتھوں میں ہو اور حکمران پوری امانت داری سے اپنی ذمہ داری پوری کریں تو اس کے بہت مثبت نتائج سامنے آتے ہیں۔ عہد نبوی، خلافت راشدہ، خلافت عمر بن عبد العزیز کی مثالیں واضح ہیں، لیکن اس کے برعکس اگر قیادت نااہل، غیر ذمہ داروں کے ہاتھ میں ہو تو اس کے نتائج برے ہوتے ہیں لوگ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:اعْلَمُوا أَنَّهُ لَا يَزَالُ النَّاسُ مُسْتَقِيمِينَ مَا اسْتَقَامَتْ لَهُمْ أَئِمَّتُهُمْ وَهُدَاتُهُمْ[29]

حضرت عمر کا فرمان ہے: جان لو کہ لوگ اس وقت تک راہ راست پر رہیں گے، جب تک ان کے حکام اور رہنما راہ راست پر رہیں گے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب بات ارشاد فرمائی، کیونکہ ہر جگہ کا انتظام وہاں کے بڑوں نے درست کرنا ہوتا ہے جب بڑے کام کو بہتر طریقے سے کریں گے تو ان کو دیکھتے ہوئے ان کے ماتحت لوگ بھی کام کو درست کریں گے۔

تجاویز وسفارشات:

اگر ہم چاہتے ہیں ہماری قومی قیادت بہتر ہو اور ہماری قوم ترقی یافتہ قوم بنے تو ان تجاویز پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔

- اسلامی ریاست میں اقتدار اعلی کا مالک صرف اللہ تعالی ہے، یہ بات خلیفہ مملکت کو بخوبی پتہ ہونی چاہیے کہ عہدے دار محض رعیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- اسلامی ریاست میں قرآن وسنت کے مطابق قوانین وضع کیے جائیں۔
- قرآن وسنت کے خلاف، اختیارات کا غلط استعمال کرنے والوں کو نااہل قرار دیا جائے اور سخت سزائیں دی جائیں۔
- اسلامی قیادت میں لیڈر کے تقرر کا مرحلہ صاف شفاف ہونا چاہیے، رشوت اور اقرباء پروری پر پابندی ہونی چاہیے، لیڈر تعلیم یافتہ، اچھی شہرت اور عمدہ اخلاق کا حامل ہو۔
- حکمران و قائدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے شریعت کے نفاذ کو ممکن بنائیں۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں مملکت کی بحالی اور خوشحالی کے لئے قومی قیادت کے اصول وضع کرنے چاہیے۔
- لیڈرشپ کو مضبوط بنانے کے لئے اخلاقی تعلیم وتربیت کا بندوبست ہونا چاہیے۔ایسی نشستیں منعقد ہونی چاہیے جن میں قوم کے جید علماء کرام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سیاسی پہلو نمایاں کریں اور قوم کا لیڈر اپنی پوری طرح سے اصلاح کرنے کے بعد معاشرے کی اصلاح کرے، تاکہ اسلامی معاشرہ سکھ چین کا گہوارہ بن سکے۔

- لیڈر شپ کے لئے جواب دہی اور احتساب کا نظام موجود ہونا چاہیے، جس میں عوام، عدلیہ اور میڈیا بھرپور کردار ادا کرے۔

---

[1] Abū al-Faḍl ʿAbd al-Ḥafīẓ Balyāwī, Miṣbāḥ al-Lughāt (Lāhawr: Khazīnat al-ʿIlm wa-l-Adab al-Karīm Mārkabat, n.d.), p. 670

[2] Qāḍī Zayn al-ʿĀbidīn Sajjād Mīrṭhī, Bayān al-Lisān (Kārāchī: Dār al-Ishāʿat, n.d.), p. 668

[3] al-Qurʾān, Sūrat al-Baqarah 2:30

[4] al-Qurʾān, Sūrat al-Nisāʾ 4:58

[5] Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrūjirdī al-Khurāsānī al-Bayhaqī (d. 458 AH), Shuʿab al-Īmān, ed. ʿAbd al-ʿAlī ʿAbd al-Ḥamīd Ḥāmid and Mukhtār Aḥmad al-Nadwī (Riyāḍ: Maktabat al-Rushd li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ, in collaboration with al-Dār al-Salafiyyah, Bombay – India, 1st ed., 1423 AH / 2003 CE)

[6] Sūrat al-Nisāʾ 4:59

[7] Sūrat al-Raʿd 13:7

[8] Sūrat al-Nisāʾ 4:83

[9] Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī (d. 275 AH), Sunan Abī Dāwūd, ed. Muḥammad Muḥyī al-Dīn ʿAbd al-Ḥamīd (Ṣaydā – Bayrūt: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.), vol. 3, p. 36.

[10] Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAmr al-Bazzār (d. 292 AH), Musnad al-Bazzār al-Mashhūr bi-l-Baḥr al-Zakhkhār, ed. Maḥfūẓ al-Raḥmān Zayn Allāh, (al-Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-ʿUlūm wa-l-Ḥikam, 1st ed., 1988–2009), vol. 15, p. 192.

[11] Abū Yaʿqūb Isḥāq ibn Ibrāhīm ibn Mukhallad al-Ḥanẓalī al-Marwazī (d. 238 AH), Musnad Isḥāq ibn Rāhwayh, ed. ʿAbd al-Ghafūr ibn ʿAbd al-Ḥaqq al-Balūshī(al-Madīnah al-Munawwarah: Maktabat al-Īmān, 1412 AH / 1991 CE), vol. 2, p. 299.

[12] Abū al-Qāsim Ṭabarānī Sulaymān ibn Aḥmad al-Lakhmī al-Shāmī (d. 360 AH), al-Muʿjam al-Kabīr, ed. Ḥamdī ibn ʿAbd al-Majīd al-Salafī (Cairo: Maktabat Ibn Taymiyyah, 1st ed., 1415 AH / 1994 CE), vol. 10, p. 86.

[13] Sūrat Āl ʿImrān 3:103

[14] Abū Bakr ibn Abī ʿĀṣim Aḥmad ibn ʿAmr al-Shaybānī (d. 287 AH), al-Sunnah, ed. Muḥammad Nāṣir al-Dīn al-Albānī (Bayrūt: al-Maktab al-Islāmī, 1st ed., 1400 AH), vol. 1, p. 42.

[15] Sūrat al-Naḥl 16:90

[16] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī (d. 256 AH), al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, ed. Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH, reprint of the Sulṭāniyyah edition), vol. 4, p. 17.

[17] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī (d. 256 AH), al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar = Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, ed. Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH, reprint of the Sulṭāniyyah edition), vol. 4, p. 28.

[18] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī (d. 261 AH), al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.), vol. 3, p. 1457.

[19] Abū ʿAwānah Yaʿqūb ibn Isḥāq al-Naysābūrī (d. 316 AH), Mustakhraj Abī ʿAwānah, ed. Ayman ibn ʿĀrif al-Dimashqī (Bayrūt: Dār al-Maʿrifah, 1419 AH / 1998 CE), ḥadīth no. 7016.

[20] Abū ʿAbd Allāh al-Ḥākim al-Naysābūrī (d. 405 AH), al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn, ed. Muṣṭafā ʿAbd al-Qādir ʿAṭā (Bayrūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1411 AH / 1990 CE), vol. 4, p. 104.

[21] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī (d. 256 AH), al-Adab al-Mufrad (Riyāḍ: Maktabat al-Maʿārif, 1419 AH / 1998 CE), ḥadīth no. 214.

[22] Sūrat al-Anʿām 6:108

[23] مفتوح علاقوں کے غیر مسلم کو ذمی کہتے ہیں، اور ان کا اسلامی ملک میں رہنے کے لئے حکومت سے معاہدہ ہوتا ہے۔

[24] Sūrat Banī Isrāʾīl 17:34

[25] Abū Bakr al-Bayhaqī Aḥmad ibn al-Ḥusayn al-Khurasānī (d. 458 AH), Shuʿab al-Īmān, ḥadīth no. 8050, ed. ʿAbd al-ʿAlī ʿAbd al-Ḥamīd Ḥāmid (Riyāḍ: Maktabat al-Rushd / al-Dār al-Salafiyyah Bombay, 1st ed., 1423 AH / 2003 CE), vol. 13 of 14

[26] Ibn Mājah Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī (d. 273 AH), Sunan Ibn Mājah, ḥadīth no. 1752, ed. Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, n.d.)

[27] Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī (d. 303 AH), al-Sunan al-Kubrā (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1421 AH / 2001 CE), ḥadīth no. 5885.

[28] Mālik ibn Anas (d. 179 AH), al-Muwaṭṭaʾ, ḥadīth no. 2005, eds. Bashshār ʿAwwād Maʿrūf and Maḥmūd Khalīl (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1412 AH)

[29] Abū ʿUmar Yūsuf ibn ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Barr al-Qurṭubī (d. 463 AH), Jāmiʿ Bayān al-ʿIlm wa-Faḍlihi, ed. Abū al-Ashbāl al-Zuhayrī (Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzī, 1st ed., 1414 AH / 1994 CE), vol. 1, p. 641.